جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝

ماہ اگست، ستمبر ۱۹۹۸ء

ربیع الثانی، جمادی الاول ۱۴۱۹ھ

العصر

پشاور

پاکستان

ماہنامہ

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمٰن

جامعہ عثمانیہ

نوتھیہ روڈ پشاور

Scanned with CamScanner

بحمد اللہ گذشتہ سال کامیابی سے ہمکنار ہونے والی بنوں فقہی کانفرنس سے حوصلہ افزائی کے نتیجہ میں ایک دفعہ پھر

عالم اسلام کے نامور فقہاء و علماء کا باہمی مذاکرہ اور دور جدید کے تفصیل طلب مسائل پر غور و خوض' سائنسی دور کے فکری چیلنج سے نبرد آزما ہونے کے لئے راہ عمل کے تعین اور ملت اسلامیہ کی نئے نسل کی تعلیم و تربیت کے لئے عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے متفقہ قابل عمل لائحہ عمل اختیار کرنے کے لئے المرکز الاسلامی بنوں میں

دوسری فقہی کانفرنس

مورخہ ۱۷'۱۸ اکتوبر بروز ہفتہ اتوار ۱۹۹۸ء کو منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک و بیرون ملک کے مایہ ناز علماء کرام' تاریخ ساز شخصیات' محققین اور مفکرین اسلام گرانقدر مقالات پیش کریں گے۔ جو آئندہ کے لئے تاریخی دستاویز ثابت ہوں گے۔ اگر آپ موجودہ دور کے حل طلب مسائل میں امت اسلامیہ کی رہبری و رہنمائی کے لئے حسین جذبہ رکھتے ہوئے کوئی علمی اقدار تحقیقی مقالہ تیار کر سکتے ہیں یا آپ کی نظر میں کوئی شخصیت یہ کارنامہ سرانجام دے سکے تو براہ کرم نیچے دئے پتہ پر رابطہ قائم کر کے مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں

مولانا سید نصیب علی شاہ ہاشمی

رئیس المرکز الاسلامی بنوں پاکستان

Ph: 0928 - 610466

09251 - 2098

Fax: 0928 - 623202

Scanned with CamScanner

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

مجلس ادارت
مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن
نائب مدیر
مولانا ذاکر حسن نعمانی

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
جناب نثار خان ایڈووکیٹ

رابطہ فون دفتر نمبر
۰۹۱-۲۷۳۵۶

جلد نمبر ۴ شمارہ ۸، ۹

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر - صوبہ سرحد پاکستان

ماہ اگست، ستمبر ۱۹۹۸ء ر ربیع الثانی جمادی الاول ۱۴۱۹ھ

زیر سرپرستی حضرت مولانا سید شیر علی شاہ زید مجدہم حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

فہرست مضامین

ایک تیر کئی شکار	صدائے عصر	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۹
کاروان زندگی	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۱۳
دارالافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۲۸
آسمان علم و فضل کا روشن ستارہ	ڈاکٹر حبیب الرحمٰن	۳۳
منصب انسانیت اور وحی کا مقام	مولانا سید ہدایت اللہ	۳۹

پبلشر و دفتر
مفتی غلام الرحمان نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۸ روپے ر سالانہ اندرون ملک ۸۰ روپے بیرون ملک ۱۵ ڈالر کی قیمت

Scanned with CamScanner

صدائے عصر

مدیر مسئول

ایک تیر کئی شکار

اک تیر سے ایک شکار کھیلنا مہارت ہے ایک تیر سے دو شکار کھیلنا کمال مہارت سمجھیں لیکن ایک تیر سے کئی شکار کھیلنا امریکہ بہادر کی خوبی ہے جس کا تیر ضائع ہونا تو درکنار کئی شکاروں کا ہاتھ نہ آنا ناکامی کے مترادف ہے بیس اگست 1998ء کو بغیر کسی وجہ سوڈان کی دوائی کی فیکٹری اور افغانستان میں خوست کے مقام پر مجاہدین کے تربیتی کیمپ نر کروز میزائل سے حملہ تاریخ کا بد ترین المیہ ہے اگر ہیروشیما پر ایٹم بم گرائے گئے تو مسلسل جنگ کی وجہ سے لوگ ذہنی طور پر ایسے حملہ کے لئے تیار تھے کرنل قذافی پر حملہ کیا گیا تو پہلے سے بتایا کہ ہم آرہے ہیں عراق کے نہتے عوام پر اٹھائیس حلفاء کے لشکر جرار سے حملہ کیا کویت پر عراق کے غاصبانہ حملہ سے جواز نکال سکتا تھا لیکن سوڈان اور افغانستان نے امریکہ کا کیا بگاڑا تھا جن پر شب خون مارا یہ امریکہ کی کھلی دہشت گردی اور بد دیانتی ہے جو طاقت کے بل بوتے مظلوم مسلمان پر کود آپڑا ہے دنیا نے اس اقدام کی جتنی مذمت کی ہے وہ کم ہے۔

اگر چہ امریکہ نے سوڈان کی دوائی کی فیکٹری پر حملہ کے لئے عراق سے تعاون اور افغانستان پر حملہ کے لئے عالم اسلام کے ایک سپوت اسامہ بن لادن کی موجودگی کو

Scanned with CamScanner

جواز کا سہارا بنایا ۔ لیکن اتنے سنگین جرم کے ارتکاب کے لئے اس معمولی نوعیت کے واقعات کا جواز پیش کرنا حماقت ہے ممکن ہے امریکہ کو دنیا کے رد عمل کا احساس تھا ۔ اس کو دیکھتے ہوئے اتنا بڑا قدم اٹھانا اس کی غمازی کرتا ہے کہ یہ کسی ایک شخص کو راستہ سے ہٹانے کے لئے نہیں بلکہ اس کے پس منظر کچھ دوسرے مقاصد کارفرما ہیں ۔ اس پر کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ صرف ایک اسامہ بن لادن کو مارنے کے لئے جدید ہتھیار سے لیس بحری بیڑہ سمندر میں اترے پھر پاکستان اور دوسرے ممالک سے امریکیوں کو متوقع خطرات سے بچنے کے لئے جہازوں میں بھر کر نکالا جائے اور پوری دنیا کی بدنامی کے لئے تیار ہو کر کروز میزائل برسائے اگر اسامہ بن لادن کا مارنا ہوتا تو یہ سی آئی اے کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے وہ کرایہ کے چند آدمیوں سے یہ کام کروا سکتے تھے بلکہ خود افغانستان میں جہاں اسامہ بن لادن نے پناہ لیا ہوا ہے ہر ایک پتھر کے نیچے میر جعفر اور میر صادق کے کئی بھائی بیٹھے ہیں جو مفادات کی خاطر کسی کام سے گریز نہیں کرتے آخر کار اس درندگی اور انسانیت سوز سلوک کے ارتکاب کی کیا وجہ رہی

عام تاثر یہ ہے کہ اس حملہ سے کلنٹن کے ذاتی مفادات وابستہ تھے چند ایام قبل گرینڈ جیوری کے سامنے کلنٹن نے اپنی سابقہ سکٹریہ مونیکا لیونسکی سے ناجائز تعلقات کا اقرار کر کے اتنی بدنامی مول لی تھی کہ سیاسی میدان میں اس کے لئے رہنا مشکل تھا ۔ گویا کلنٹن سے سوڈان کے فاقہ زدہ اور بھوک سے نڈھال قوم اور افغانستان کے نہتے مجاہدین کے مقدس خون سے ناجائز تعلقات کے سیاہ دھبوں کو دھونے کی مذموم کوشش کی لیکن یورپ کے بے حیاء معاشرہ میں یہ کوئی اتنا سنگین

جرم نہیں جس کے لئے قومی عزت کا سودا کرکے پوری دنیا میں رسوائی کا سامنا کرے مونیکا سے تعلقات کا اقرار چند دنوں کی بات ہے جبکہ اس درندگی کی تکمیل کے لئے ضرور کچھ وقت لیا ہو گا۔ یہ کوئی ایسی حرکت نہیں جو امریکہ نے آنکھ جھپکنے میں کی بلکہ اس کے لئے مدتوں سے مشورے ہوئے ہوں گے یہی وجہ ہے کہ متوقع حملہ کے پیش نظر امریکہ نے دنیا بھر سے اپنا زائد عملہ امریکہ بلوایا اور کچھ ممالک کا داخلہ امریکیوں کے لئے ممنوع قرار دیا تاکہ اس حملہ کے نتیجہ میں امریکہ لاعلمی میں عوامی رد عمل کا شکار نہ ہوں ممکن ہے مونیکا سے تعلقات کے اقرار کے بعد کلنٹن نے یہ وقت اس اقدام کے لئے موزوں قرار دیا ہو اور اس سے کلنٹن کی ذات کو فائدہ پہنچا ہو لیکن صرف اس مقصد کے لئے قدم اٹھانا مشکل ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ دنیا میں فتنہ و فساد کو اصلاح کا نام دیکر مجرم ہوتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہے امریکہ دنیا کے مظلوم عوام پر ظلم کے پہاڑ گرانا اپنا حق سمجھتا ہے تاکہ اس کی چودھراہٹ اور بدمعاشی کا سکہ دنیاپر بٹھا رہے عرب میں اسرائیل اور عجم میں ھندوستان کی سرپرستی کرنا اس کے نزدیک کار ثواب ہے عراق کے خلاف اقتصادی پابندیاں لگوا کر لاکھوں انسانوں کا قتل کرنا اس کے نزدیک انسانی حقوق کے تحفظ کا اکیسر نسخہ ہے یہ اس ماؤف ذھن کی کارستائیاں ہیں جس کی طرف قرآن نے اشارہ کرکے فرمایا

واذا قیل لهم لا تفسدو فی الارض قالوا انما نحن مصلحون
الا انهم هم المفسدون ولکن لایشعرون (البقره ، ۹)

جب ان سے کہا جاتا ہے زمین میں فساد مت کرو۔ یہ لوگ کہتے ہیں ہم ہی تو اصلاح

علمبردار ہیں ۔ خبردار بے شک یقیناً" یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں لیکن یہ
نہیں

سوڈان اور افغانستان پر کروز میزائل کے حملہ میں ممکن ہے کچھ مشترکہ مقاصد
ہوں اگر چہ دونوں حملے بیک وقت ہوئے لیکن ہر حملہ سے امریکہ کے الگ
ات ہو سکتے ہیں افغانستان میں خوست کے مقام پر حرکت الانصار کے تربیتی کیمپ
نشانہ بنانے سے کچھ ایسے عوامل کی نشاندہی ہوتی ہے جن کا براہ راست تعلق
ایشیاء کے سیاسی اور اقتصادی میدان سے ہے

میں کوئی شک نہیں کہ روس کی شکست و ریخت میں پاکستان کا فعال کردار رہا
امریکہ کو یہ یقین ہے کہ جب بھی افغانستان میں حالات پر سکون ہوں وہاں جو
حکومت ہو گی وہ پاکستان کے مفادات کا محافظ رہیگی ظاہر ہے کہ اس سے پاکستان افغانستان
ایران و ترک اور وسط ایشیاء کے ممالک کے درمیان ایسے گہرے روابط پیدا ہوں گے
جو امریکہ کے زوال کا پیغام ثابت ہو سکتا ہے افغانستان اور پاکستان کے گہرے روابط
سے علاقہ کا سیاسی اور جغرافیائی نقشہ ایسا تبدیل ہو سکتا ہے جو ابھی وہم و گمان میں
نہیں اس لئے زوال روس کے بعد پاکستان و افغانستان کے مابین اچھے تعلقات نہ
چھوڑنا امریکہ کی خارجہ پالیسی کا حصہ ہے چنانچہ ربانی کے دور میں ایسے حالات پیدا
کئے گئے کہ پندرہ سال تک پاکستان کے نمک خوار ربانی نے پاکستان کے ازلی دشمن
بھارت کی گود میں پناہ لینے کی کوشش کی ربانی کے دور میں پاکستان کے اس سفارت
خانے کو آگ لگا دی گئی جس نے کمیونسٹ دور میں ان کی ترجمانی کی طالبان کے بر سر
اقتدار آنے کے بعد حالات بالکل بدل گئے افغانستان و پاکستان ایک دوسرے کے اتنے

قریب آگئے کہ لوگوں نے یہی سمجھا کہ طالبان پاکستان کی پروردہ جماعت ہے گہرے روابط کو دیکھتے ہوئے کچھ لوگوں نے یوں پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا کہ پاکستان طالبان کی عسکری مدد کر رہا ہے یہاں تک کہ ایران بھی اس غلط فہمی کا شکار ہوا کہ پاکستان افغانستان کے اندرونی معاملات میں دخل دے رہا ہے حالانکہ پاکستان کے ارباب اقتدار کو اسلامی حکومت کا قیام خود گوارا نہیں میرے خیال میں یہ مقامی تعلقات طالبان کی محبت اور خلوص دل کا نتیجہ ہے کہ وہ پاکستان سے مثالی تعلقات نبھا رہے ہیں امریکہ کو یہ قطعا" گوارا نہیں تھا اس لئے کروز میزائل چلانے کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا کہ طالبان کو خود شبہ ہونے لگا شاید امریکہ کو کروز میزائل کے لئے جگہ پاکستان نے دی ہے ۔ اگر چہ حکومت کے سرکاری اداروں کے بار بار تردید کے باوجود مغربی ذرائع ابلاغ نے اس میں کافی دلچسپی لی ایک امریکی اخبار " سڈنی ہیرالڈ" نے یہاں تک لکھا کہ جس رات امریکی میزائل پاکستانی فضا سے گزر رہے تھے اسی رات امریکی جنرل جوزف رالسٹن پاکستان کے آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھے چکن تکہ اور کڑائی کھا رہے تھے

یہ ایسے شوشے تھے جن سے طالبان کے ذہنوں میں بہت کچھ شبہات پیدا ہو سکتے ہیں چنانچہ قندھار اور کابل کے بعض مظاہروں میں امریکہ کی طرح پاکستان مردہ باد کے نعرے بھی لگائے گئے اور طالبان کو مجبورا" اعلان کرنا پڑا کہ پاکستانی سفارت خانے والے بغیر ضرورت کے نہ نکلیں تاکہ عوام کے غیض و غضب کے شکار نہ ہوں گویا کروز میزائل پھینکنے کا اہم مقصد تقریبا" پورا ہوا کہ دو دیرینہ دوستوں میں اسی غلط فہمیوں کی بنیاد رکھی گئی جس سے آئندہ باہمی طور پر دوری کا وسیع خلیج قائم ہو سکتا

ہے ابتدائی طور پر آگ کی چنگاری ہے جو امریکہ نے جلائی ابھی اس کو تیز کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو کمیونسٹ یا ربانی دور سے اس تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ کب ان کو ایسا موقعہ ہاتھ پر آئیگا ہو سکتا ہے کہ سنجیدہ طبقہ کی محنت سے بے اتفاقی کی آگ بھڑکنا نہ پائے ' لیکن پاکستان کے مفاد پرست سیاستدان اور نا اہل وزیر خارجہ کے بے سرو پا بیانات سے شکوک و شبہات یقین میں تبدیل ہوتے جا رہے ہیں

حرکت الانصار کے دفتر کونشانہ بنانے سے امریکہ برصغیر میں یہ فائدہ بھی لے سکتا ہے کہ بھارت کو خوش کراکے آئندہ جبکہ چین اور پاکستان کے خلاف اس کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنا دے کیونکہ حرکت الانصار سے جتنا خطرہ بھارت کو ہے امریکہ کو نہیں ۔ یہی تو کشمیری مجاہدین کا اصل سرمایہ ہے ان ہی کیو جہ سے بھارتی فوج نفسیاتی بیماری کی شکار ہے یہی وجہ ہے ھندوستان کے وزیر اعظم نے انسانی حقوق کو پامال کرکے پر جوش انداز میں امریکی درندگی کو خراج تحسین پیش کیا

خوست پر حملہ کرتے وقت بلوچستان کے اس علاقہ میں بم پھینکنا "جس کی وجہ سے چند ماہ قبل پاکستان کو ایٹمی دھماکہ کی صورت میں ایک نئی زندگی ملی تھی " بھی معنی خیز ہے ۔ جب ایٹمی دھماکہ روکنے میں امریکہ ناکام رہا تو طاقت کے استعمال کی دھمکی دیکر پاکستان پر ایک نفسیاتی دباؤ ڈال دیا ہے تاکہ آئندہ امریکہ بہادر کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہ کرے

امریکہ کے لاکھ مقاصد سہی لیکن جب انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو اس میں امریکہ نے اتنا کچھ نہیں کمایا جو اس نے کھویا ہے پوری دنیا نے اس درندگی

کی مذمت کی اگرچہ امریکہ سے پہلے سے خونخوار اور ظالم قوم کے عنوان سے مشہور ہے لیکن اس اقدام سے اس کو مزید ہزیمت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک مصر جیسے ممالک نے بھی اس کی مذمت کی جو مدتوں سے اس کی مدح خوانی کرتا رہا اسلامی معاشرہ میں امریکہ کے خلاف اتنی نفرت آمیز فضا قائم ہوئی کہ ہر خاص و عام کے ذھن میں یہ بات راسخ ہوتی جا رہی ہے کہ امریکہ مسلمانوں کا بد ترین دشمن ہے اسامہ بن لادن کے موقف کے اسرار ابھی مسلمانوں پر کھل رہے ہیں بلکہ اس شرم ناک حرکت سے محسوس ہو رہا ہے کہ ابھی ہر مسلمان کے گھر میں اسامہ پیدا ہو گا۔ اگر ایک اسامہ نے امریکیوں پر زمین تنگ کی ہوئی ہے معلوم نہیں کہ آئندہ چل کر امریکہ کو کونسی رسوا کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

بحمد اللہ روز بروز مسلمانوں میں ایسی حرکتوں کی بدولت اتفاق کی فضا ہموار ہو رہی ہے ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ امریکہ کو بھی ایک دن روس کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہونا پڑے گا لیکن معلوم نہیں کہ اس فیصلہ کے لئے کونسا وقت مقرر ہے۔ تاہم مسلمان کا احساس ذمہ داری وقت کی اہم ضرورت ہے

والعصر ان الانسان لفی خسر

عبدالرحمٰن عفی عنہ
۱۵ رجب ۱۹۱۸ھ

محاسن القرآن

ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يومنون ○
ختم الله علي قلوبهم وعلي سمعهم وعلي ابصارهم غشاوة
ولهم عذاب عظيم

ترجمہ :- بے شک جو لوگ کافر ہو چکے برابر ہے ان کو تو ڈرائے یا نہ ڈرائے - وہ ایمان نہ لائیں گے - مہر کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے - اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

محاسن :- پانچ آیات میں قرآن کی حقانیت کے اعلان کے بعد کھرے مسلمانوں کے حسین تذکرہ کے بعد دوایات میں کفار کی اس جماعت کا تذکرہ ہو رہا ہے - جنہوں نے دعوت حق کو ظاہرا " اور باطنا" ٹھکرا دیا - نہ دل سے مانا اور نہ کبھی زبان سے اقرار کیا بلکہ اپنی پوری طاقت سے اسلام کی بھرپور مخالفت کی - دنیا میں ان کے مذموم کردار کا نتیجہ یہ رہا کہ ان کو کبھی راہ راست پر آنے کی توفیق نہیں ملی - جبکہ آخرت میں اپنے کیئے ہوئے اعمال کی وجہ سے بڑے عذاب کا سامنا کرنا پڑیگا -

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کیلئے ایمان نہ لانے والوں کے بارے میں فکر مند رہتے - یہ آرزو رہتی - کاش یہ لوگ ایمان لائے - تاکہ جہنم کی دائمی زندگی سے ان کو نجات ملے قرآن میں جا بجا اس کے بارے میں تسلی کرائی گئی - یہاں پر بھی آپ کو تسلی دے کر فرمایا بے شک جن لوگوں نے دین دشمنی اپنا مقصد حیات قرار دیکر کافر ہوئے - آپ کی وعظ و نصیحت اور ان کو عذاب آخرت سے ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں - یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں چنانچہ معاندین کا وہ طبقہ جو ان آیات کے نزول کے وقت اسلام کی مخالفت میں سرگرم عمل تھا جن میں

ابو جھل ۔ ابو لھب ۔ اور ولیدہ بن مغیرہ جیسے لوگ زندگی بھر ایمان کی دولت سے محروم رہ کر کفر کی حالت میں مرے ۔ دوسری آیت میں ایمان نہ لانے کی وجہ بیان کی گئی ۔ کہ ھدایت کے جن راستوں یا جن ذرائع سے انسان پر حقائیت کے رموز کھلتے ہیں ان لوگوں کی بد قسمتی کی وجہ سے ھدایت کے وسائل ان کے حق میں مسدود ہیں چنانچہ دلوں اور کانوں پر اللہ تعالی نے مہر لگا دی ہے ۔ اور آنکھوں پر پردہ چھایا ہوا ہے ۔ اس لئے کہیں ان کو راہ حق نظر نہیں آتی ۔ دونوں آیات پر غور کرنے سے دو سوالات ذھن میں اٹھتے ہیں

پہلا سوال یہ ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت جو کفار تھے ان میں سے بعض کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی ۔ پھر یہ کیسے ممکن رہا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے

دوسرا شبہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے ان لوگوں پر ھدایت کے ذرائع بند کئے ان کو عذاب کیوں دیا جاتا ہے

ھدایت قبول کرنے کی صلاحیت سلب ہونے کے بعد ان سے ایمان کی امید رکھنا بے سود ہے اس کے باوجود ان کو عذاب دنیا تکلیف بمالا یطاق کے مترادف ہے

پہلے شعبہ کا جواب یہ ہے کہ " ان الذین کفروا" سے مطلق کفار مراد نہیں بلکہ اس سے خاص کفار مراد ہیں جو محض عناد کی وجہ سے اسلام کے خلاف صف آرا تھے ۔ جیسا کہ مشرکین مکہ میں سے ابو جھل ۔ ابو لھب اور ولید بن مغیرہ کا نام سر فہرست ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کی اسلام دشمنی کی وجہ سے ہدایت کی استعداد اور صلاحیت چھین لی گئی تھی ۔ بے شک اللہ تعالی انسان پر ھدایت کے دروازے کھولتے ہیں بشرطیکہ کہ ان میں انابت الی اللہ ہو ۔ ان لوگوں میں چونکہ یہ صلاحیت باقی نہیں رہی اس لئے ان کو زندگی بھر ایمان کی دولت نہیں ملی ۔ تاہم دوسرے کئی کفار ایسے تھے ۔ جو کفر کی حالت میں اسلام دشمنی میں نمایاں تھے لیکن بعد ازاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے ۔ مومن بن کر وہ کارنامے انجام دیئے جو تاریخ کا مستقل باب ہے

دوسرے سوال کا بنیادی تعلق تقدیر سے ہے علماء کے درمیان یہ معرکتہ الاراء

مسئلہ رہا اس میں زیادہ لب کشائی کی گنجائش نہیں تاہم انشاء اللہ تعالی آئندہ کسی مناسب موقعہ پر اس پر لکھا جائے گا یہاں پر اتنا سمجھنا چاہئے۔ کہ دنیا میں جو چیز وقوع پذیر ہو اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف ہوتی ہے۔ کسی چیز کو شرف وجود بخشنا اس خالق مطلق کا خاصہ ہے۔ جس نے پوری دنیا کو پیدا کیا یہی صفت خلق بذات خود کمال ہے۔ ہاں آگے چل کر مخلوق کے کسب کی نسبت سے اس پر حسن اور قبح کے مراحل آتے ہیں۔ بلا شک کفار پر ہدایت کے ذرائع اللہ تعالی کے حکم سے بند ہوئے ہیں۔ لیکن یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں اور نہ بغیر کسی وجہ سے یہ لوگ ہدایت سے محروم ٹھہرے یہ لوگ اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے تدریجا" گمراہی کے اس آخری نکتہ پر پہنچے ہیں اسلام کے معجزانہ کردار کو دیکھتے ہوئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و خوبیوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے ان کی دین دشمنی میں کوئی فرق نہ یا بلکہ اس معاندانہ کردار میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا تو حق شناسی کی استعداد ان سے غائب ہوتی رہی۔ یہاں تک جملہ و سائل ہدایت ان کو جواب دینے لگے۔ دل و دماغ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ حق سمجھنے سے محروم ہوئے کان میں سننے او رآنکھ میں دیکھنے کی صلاحیت باقی نہ رہی چنانچہ قرآن نے اس سے تعبیر" ختم" یعنی مہر سے کر دی گویا اللہ تعالی نے ان کی صلاحیت اس وقت سلب کی جب یہ لوگ جرائم کے میدان میں انتہا کو پہنچے ان کی تدریجی بے دینی ان کی درخواست تھی۔ جس پر دربار خداوندی سے عمل درآمد ہوا

"ختم" سے ملتے جلتے کئی دوسرے الفاظ بھی اس معنی میں وارد ہیں۔ جن میں "الطبع" "الکنان" الرین علی القلب" اور الوقرفی الاذان" قابل ذکر ہیں۔ اگر چہ لغوی اعتبار سے ان الفاظ کے معانی میں اختلاف ہے۔ لیکن تمام الفاظ قلب کی ایسی کیفیت سے کنائیہ ہیں جس میں دل قابل استعمال نہیں رہتا

کفار مکہ کے ایمان سے نا امیدی اور مایوسی کے باوجود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ کا کام موقوف نہیں کیا۔ بلکہ رحمت اللعالمین کی حیثیت سے مرتے دم تک کفار کے حق میں ہدایت کے لئے دعائیں

دیتے رہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی قوم کی حالت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو لیکن ان کو دعوت آخری دم تک دی جائے گی زندگی کے کسی لمحہ میں کسی قوم سے نا امیدی جرم ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ جہاں کہیں بات . بھگڑنے کا خطرہ ہو ۔ تو وہاں مصلحت سے کام لینا زیادہ مناسب ہے

کسی کو دین کی دعوت دیتے وقت دو باتیں منظور نظر رہیں ۔ پہلی بات یہ ہے کہ مخلوق خدا کی خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہوئے دنیا کی دعوت دینا میری ذمہ داری ہے یہی میری عبادت اور زندگی کا قابل فخر سرمایہ ہے دوسری بات یہ خیال میں رہے کہ جس شخص یا قوم کو دعوت دے رہا ہوں ۔ اس کو اللہ تعالی ھدایت نصیب کرے ۔ اول الذکر بات تو داعی کی ذمہ داری نبھانے پر پوری ہو جاتی ہے البتہ دوسری بات داعی کے دائرہ اختیارمیں نہیں اس لئے اگر دعوت پر متعلقہ اشخاص کی قبولیت کا اثر مرتب ہو تو فبھا ونعمت ۔ ورنہ اس کے بغیر بھی دائی کو اس کا اجر مکمل ملے گا

مالی مشکلات پر قابو پانے اور بعض دوسرے عوارض کی وجہ سے چند مہینوں سے پرچہ کی طباعت میں تاخیر کی بناء پر یہ پرچہ اگست اور ستمبر دونوں مہینوں کا شمار ہوگا

کاروان زندگی   اردو زبان و ادب اور بعض مفید کتابوں کا مطالعہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

یہ میری بڑی خوش نصیبی تھی کہ ابتدائے عمر اور عربی تعلیم کے آغاز ہی کے زمانہ میں میں نے اردو زبان و ادب کی معیاری کتابیں پڑھ لیں، دین کے جن داعیوں اور علماء کو آغاز عمر میں اپنے ملک کی زبان و ادب کے مطالعہ اور اس کا ذوق پیدا کرنے کا موقعہ نہیں ملتا یا بڑی عمر میں وہ ان کا مطالعہ کرتے ہیں، ان کو دین کی مؤثر دعوت دینے، اور دینی حقائق کی تفہیم و تعلیم میں، نیز جدید تعلیم یافتہ طبقے میں دینی مقاصد کو دل نشین کرنے میں دقت پیش آتی ہے، اور ان کی انشاء و تحریر میں وہ طاقت اور دل آویزی نہیں ہوتی جس کی اس عہد میں ضرورت ہے۔

رائے بریلی کے قیام میں جو کبھی کبھی طویل ہو جاتا تھا، میرے ہاتھ میں مولانا شبلی مرحوم کی "الفاروق" آ گئی، مطبع نامی کانپور کی چھپی ہوئی سراپا تصوری، پڑھی اور کئی بار پڑھی ہم محترم مولانا سید طلحہ صاحب کی صحبت اور مجلسوں میں "آب حیات" سے تعارف ہوا، سنی اور بار بار پڑھی یہاں تک کہ اس کے بہت سے مضامین مستحضر ہو گئے، اشخاص، شعراء اور ان کا کلام دماغ پر اس طرح نقش ہو گئے، جس طرح بچپن کی دیکھی ہوئی چیزیں اور سنی ہوئی باتیں ذہن پر مرتسم ہو جاتی ہیں اور ان کا دماغ پر کوئی بار نہیں ہوتا۔

"گل رعنا" گھر کی کتاب تھی، اس کو اتنے بار پڑھا کہ اردو شاعری کی تاریخ اور شعراء کے متعلق اتنے معلومات ہو گئے کہ اس موضوع پر مجلس میں گفتگو

Scanned with CamScanner

کرنے اور گفتگو میں حصہ لینے کی استعداد پیدا ہو گئی

میرے ماموں زاد بھائی حافظ سید حبیب الرحمان جامعہ ملیہ میں پڑھتے تھے ' ان کو اردو شعر و شاعری کا بڑا شوق تھا ان کا ایک خاص ذوق یہ تھا کہ بچوں سے اساتذہ کے اشعار کا مطلب پوچھتے ' اور اردو میں تقریر و تحریر کے مقابلے کرواتے ' اس سلسلہ میں خاص طور پر مومن غالب ' ذوق ' لکھنؤ کے شعراء میں سے آتش اور امیر مینائی کے کلام سے ان کو خاص ذوق تھا ' چنانچہ ان کے اشعار سننے اور ان کا مطلب بیان کرنے کے سلسلہ میں دماغ پر زور ڈالنے ' اور مشکل اشعار کے سمجھنے کی عادت پڑی ' شعر فہمی اور ذوق آفرینی میں ان کے بڑے بھائی مولوی سیدابوالخیر صاحب برق کا بھی حصہ ہے ' جو لکھنؤ کی زبان کے عاشق ' محاورات اور الفاظ کی تذکیر و تانیث میں سند اور استاد کا درجہ رکھتے تھے ' خود بھی شعر کہتے تھے ' اور اچھے کہتے تھے۔

اس زمانہ میں مشاعروں کا بڑا زور تھا ' ہمارے چھوٹے گاؤں میں کئی مشاعرے ہوئے دیکھا دیکھی میں نے بھی کچھ موزوں کرنے کی کوشش کی ' مگر اللہ تعالی بڑے بھائی صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے بہت سختی سے روک دیا ' اور یہ شغل بے حاصل جاری نہ رہ سکا

رائے بریلی میں گھر میں بعض عزیزوں کا ذخیرہ کتب تھا جس میں مولوی محمد حسین آزاد کی " نیرنگ خیال" بھی تھی ' عمر کے اس ابتدائی دور اور زبان و ادب کے اس ابتدائی ذوق میں آزاد کی نثر کا جو نثر فنی کا ایک مرصع نمونہ ہے ' بہت اثر پڑا ' بہت دنوں تک نیرنگ خیال" اور " آب حیات " کی تقلید میں بہت سے صفحے

سیاہ کیئے ، جو اپنی کم سوادی کے باوجود فائدے سے خالی نہیں رہے ، یہ زمانہ ہر چھپی ہوئی چیز کے پڑھنے کے مرض کا تھا ، ہر قسم کی چیزیں پڑھیں مولانا شبلی مرحوم ، مولانا حالی اور مولوی نذیر احمد ، شرر مرحوم ، اور رتن ناتھ سرشار کی بھی چند کتابیں پڑھیں ، میرے ماموں مولوی حافظ سید عبیداللہ صاحب کے یہاں مولانا آزاد کے شہرہ آفاق اخبار " الہلال " کے کئی سال کے فائل تھے ، وہ بھی ذوق و شوق سے پڑھے اور ان کے زور قلم اور جوش بیان کا طبیعت نے پورا اثر قبول کیا کہتے ہیں کہ کوئی پڑھی ہوئی چیز خواہ بھلا دی جائے بیکار اور بے اثر نہیں رہتی ، اپنا اچھا برا اثر ضرور کرتی ہے ، اس لئے اس کا دعوی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ نقش آنکھوں سے آگے نہیں بڑھنے پائے ، لیکن ان کا کوئی خاص اثر یاد نہیں آتا

اردو مضمون نویسی میں ابتدائی اثر والد مرحوم کی کتاب " یادایام " کا تھا جو سنجیدہ زبان کا ایک شگفتہ نمونہ ہے ، اور جس میں تاریخ کی متانت کے ساتھ زبان کا بانکپن بھی موجود ہے جو میرے علم میں مصنف " گل رعنا" اور مولانا حبیب الرحمان خان شروانی کی تحریر کا مشترک جوہر ہے ، اس طرز پر میرا پہلا مضمون جواب یاد آتا ہے " اندلس " پر تھا

اس زمانہ کا یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے ، کہ میں نے شبلی بک ڈپو (جو لکھنؤ میں اس وقت لاٹوش روڈ پر مولوی کلیم احمد صاحب بہرائچی ندوی کا تجارتی مکتبہ تھا) کی فہرست میں سیرت کی ایک کتاب " رحمتہ اللعالمین" مصنفہ قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری کا نام پڑھا ، پڑھتے ہی طبیعت میں ایسا انجذاب ہوا کہ میں نے اس کا آرڈر دے دیا ، کتاب آئی تو اس وقت والدہ صاحبہ کے پاس وی ، پی چھڑانے

Scanned with CamScanner

کے لئے پیسے نہ تھے 'انہوں نے مجبوری کا اظہار کیا' میں نے اس پر رونا شروع کر دیا والدہ صاحبہ نے مجبور ہو کر کہیں سے اس کا انتظام کیا' اور وی پی چھڑائی میں نے اس کتاب کو بڑے ذوق و شوق ' اور عقیدت و محویت کے ساتھ پڑھا' کم کتابوں نے دل و دماغ پر ایسا گہرا اثر ڈالا ہو گا جتنا اس کتاب نے ' مصنف کا اخلاص اور ان کی قوت ایمانی ' اور داعیانہ رنگ تھا ' اور سیرت کے واقعات کی سادگی اور اثر انگیزی کہ دل و دماغ میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا ' اس کتاب کو اپنی محسن و مربی کتابوں میں سمجھتا ہوں 'اور اس کے مصنف کے لئے رفع درجات اور قبولیت کی دعا کرتا ہوں

بازار جھاؤلال کا دوبارہ قیام

سنہ 1925 ء تھا کہ بھائی صاحب نے میڈیکل کالج کے آخری سال کا امتحان دیا ' اور کامیاب ہوئے ' نومبر سنہ 1925 ء میں انہیں ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس کی ڈگری مل گئی ' اب وہ باقاعدہ مطب کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے ' جنوری سنہ 1926 ء سے گوئن روڈ لکھنؤ پر (والد کے قدیم مطب کے قریب) مطب کا آغاز کر دیا ' اور قریب ہی بازار جھاؤ لال کی اسی گلی میں جس کے سرے پر ہمارا لب سڑک قدیم مکان تھا ' ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لیا ' یہ عرب صاحب کے اس مکان سے بالکل بالمقابل اور متصل ہی تھا ۔ جس میں ان کا خانگی مدرسہ تھا ' اور ہم سب پڑھتے تھے ' اس لئے تعلیم میں اور بھی آسانی ہوئی۔

ندوۃ العلماء کا جلسہ کانپور

5 / 6 / 7 نومبر سنہ 1926 ء کی تاریخوں میں ندوہ کا سالانہ جلسہ کانپور میں تھا ' بھائی صاحب جو اس وقت نائب ناظم تھے ' مجھے اپنے ساتھ کانپور لے گئے ' اور وہیں جلسہ کے مہمانوں کی قیام گاہ حلیم مسلم ہائی اسکول کی عمارت میں چھوڑ آئے ' بھائی

Scanned with CamScanner

صاحب مطب کے بعد روزانہ آتے تھے ' اور جلسوں میں شرکت کر کے چلے جاتے تھے " تین چار دن وہیں مستقل مقیم رہا ' اس وقت مشاہیر ہند میں اس متعدد شخصیتوں کی پہلی بار زیارت ہوئی ' حاذق الملک حکیم اجمل خان تو صدر ہی تھے ' مولانا محمد علی جوہر ' اور مولانا ظفر علی خان کو پہلی بار دیکھا اور سنا ' علماء اور مصنفین میں سے مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی ' قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری (مصنف رحمتہ اللعالمین) مولانا ابو عبداللہ محمد سورتی ' ڈاکٹر ذاکر حسین خان شیخ الجامعہ ' جو بعد میں صدر جمہوریہ ہند ہوئے اور کتنے علماء ' ادباء ' شعراء کا دیدار ہوا کسی کسی سے بات کرنے کی بھی نوبت آئی ' میں عرب صاحب کی تعلیم و تربیت کے فیض سے عربی بولنے لگا تھا ' کچھ میرا ضرورت بے ضرورت عربی بولنا ' کچھ میری زرق برق شیروانی ' جس کے پورے تانے بانے میں ملبوس العافیہ " کے خوبصورت نقوش چمکتے تھے کہ میں بھی ایک مرکز توجہ بن گیا ' اس جلسہ میں ایک مدنی ادیب و شاعر شیخ سعد الدین براده بھی شریک تھے ' ان کو کبھی کبھی کسی سے راستہ پوچھنے اور بات کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی ' تو میں اپنی ٹوٹی پھوٹی عربی سے ان کی مدد کرتا ' معزز مہمانوں میں مشہور ہو گیا کہ بارہ تیرہ سال کا یک لڑکا یہاں آیا ہوا ہے جو بے تکلف عربی بولتا ہے ' ڈاکٹر ذاکر حسین خان مرحوم نے جو نئے نئے جرمنی سے آئے تھے ' انہوں نے اور مولانا ابو عبداللہ محمد سورتی صاحب نے مجھے دیکھنے کی خواہش کی ' اور اپنے کمرے میں بلایا ' مجھ سے امتحانا" کچھ سوالات بھی کئے اور میں نے اپنی سمجھ کے مطابق جواب دیا

کانپور کے اس اجلاس ندوۃ العلماء کی روئیداد دیکھی تو معلوم ہوا کہ اس

Scanned with CamScanner

میں میر غلام بھیک نیرنگ (بانی انجمن تبلیغ اسلام انبالہ) ڈاکٹر سیف الدین کچلو، مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمیعتہ العلماء ہند دہلی، مولانا عبدالرحیم صاحب (ریواڑی) مفتی انوار الحق صاحب (ڈائرکٹر تعلیمات بھوپال) خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر "البشیر" اٹاوہ اور مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی ایڈیٹر "سچ" بھی شریک تھے یہ سب ہندوستان کے نامور لوگوں میں تھے، اس لئے قدرتاً" ان سب پر نظر پڑی ہو گی، اور ان میں سے متعدد حضرات کی تقریر بھی سنی ہو گی،

اس وقت کا ماحول اور دل چسپیاں

بازار جھاؤ لال کے اسی دوبارہ قیام کے زمانہ میں سنہ 1928 ، 1926 ء مجھے ہاکی کھیلنے کا شوق کیا لت ہوئی، قریب ہی روشن الدولہ کچہری کے عقب میں راجہ نواب علی روڈ پر ایک کھلا میدان تھا، جہاں اب اسٹیٹ ریڈ کراس سوسائٹی کی عمارت ہے، وہاں ایک کلب قائم تھا، اس میں میں اور بھائی ابو بکر کھیلنے جانے لگے، ابوبکر شروع سے ہاکی کے اچھے کھیلنے والوں میں تھے، اور بعد میں تو وہ لکھنؤ یونیورسٹی کے ممتاز کھلاڑیوں، اور ٹورنامنٹ میں حصہ لینے والی ٹیم کے ممتاز کھلاڑیوں میں شمار ہوتے تھے، میں متوسط درجہ کے کھیل سے آگے نہ بڑھ سکا، اس میں میری اس بے وقت عقلیت کو بھی دخل تھا، جو کھیل کی روح کے سخت منافی اور اس میں ترقی کرنے سے مانع ہے، یعنی گول کرنے نہ کرنے اور جیتنے نہ جیتنے کی اہمیت اور جوش کا فقدان اس کلب میں آنے جانے سے مجھے (جس کا زمانہ ابھی تک تکیہ کے ماحول یا بھوپال ہاؤس کی فضا میں گزرا تھا) باوجود کم سنی کے اندازہ ہوا کہ اسکولوں کالجوں، اور محلوں کا ماحول اور اس وقت کا مسلم معاشرہ کتنا فاسد ہو چکا ہے، اس کلب میں زیادہ تر

قریب کے محلہ پیر جلیلوں اور گولہ گنج کے نوجوان اور لڑکے شریک ہوتے تھے، جن میں ایک تعداد شیعہ سنی لڑکوں اور ایک تعداد کرسچین لڑکوں کی بھی تھی، میں ان کی زبان سے ایسے الفاظ نکلتے ہوئے سنتا تھا، جو اخلاقی بگاڑ اور معاشرہ کے فساد بلکہ عفن کی غمازی کرتے تھے، بعض اوقات وہ ہم دونوں کو آتے ہوئے دیکھ کر خاموش ہو جاتے، پھر بھی کان میں ان کی باتیں پڑتی رہتی تھیں، میری عمر کا یہ زمانہ جو عربی اصطلاح میں "مراہقہ فکری و جسمانی" کا زمانہ تھا، بڑا آزمائشی اور ایک حد تک تاریک زمانہ تھا، اور اقبال کے الفاظ میں (قدرے ترمیم کے ساتھ)

ششم بانکویان فرنگی

ازاں بے سوز تر روزے ندیدم

خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی سے استفادہ

اسی زمانہ میں بھائی صاحب کی دعوت پر ان کے رفیق درس اور دوست خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی استاد التفسیر جامعہ ملیہ اسلامیہ لکھنؤ تشریف لائے، اور ہمارے گھر ٹھہرے، بھائی صاحب کے کہنے پر انہوں نے مجھے آخری پارہ کی کچھ سورتیں پڑھائیں، یہ میرا مولانا عبیداللہ صاحب سندھی کے طرز تفسیر و فکر سے پہلا تعارف تھا، جس کی وجہ سے میں نے حضرت مولانا احمد علی صاحب کے درس میں (جس کا شرف مجھے تین چار سال کے بعد حاصل ہونے والا تھا) اجنبیت محسوس نہیں کی

خواجہ عبدالحی صاحب کے نام بکثرت اخبارات و رسائل آتے تھے، ان کی صحبت و مجلس بھی بڑی معلومات افزا اور مفید تھی، اسی زمانہ میں مولانا ظفر علی

خان کے شہر آفاق اخبار " زمیندار " بالخصوص اس کے سنڈے ایڈیشن سے دلچسپی پیدا ہوئی ' ہفتہ بھر ہمیں اس کا انتظار رہتا ' مولانا کی نظم جو صفحہ اول پر ہوتی تھی ' مزے لے لے کر پڑھتا اور ان کی قادر الکلامی خوش نوائی ' اور جوش کلام سے مسحور ہوا ' بھائی آفتاب احمد (جواب حکیم عبدالقوی صاحب مدیر " صدق " کے نام سے معروف ہیں) مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی کے بھتیجے بھی عرب صاحب کے یہاں پڑھنے آنے لگے تھے ' وہ خاندانی طور پر مولانا محمد علی کے مداح اور فدائی تھے اور میں مولانا ظفر علی خان کا حامی اور وکیل ' عرب صاحب کے مکان کی جنوبی دیوار کے نیچے کھڑے ہو کر ہم لوگ دیر تک مناظرہ اور مباحثہ کرتے ' میں مولانا ظفر علی خان کی رجز خوانی کرتا وہ مولانا محمد علی کی قصیدہ خوانی۔

اسی زمانہ میں ہم کو ہاکی اور فٹ بال کے میچ اور ٹورنامنٹ دیکھنے کا شوق کیا ' ایک سودا پیدا ہوا ' اس زمانہ میں Y - B گراوٴنڈ پر جو چھتر منزل کے بالمقابل دریا کے دوسرے پار ندوہ کے راستہ میں پڑتی تھی ' بڑی دھوم دھام کے ٹورنامنٹ ہوتے تھے ' جس میں رام لعل کپ کے ٹورنامنٹ خاص طور پر مشہور تھے ' ہم لوگ صبح سے اس کے منتظر رہتے تھے ' اور وہاں سے آکر دیر تک کھیلنے والوں پر تبصرہ ہوتا ' مجھے اب خوب اندازہ ہوتا ہے کہ ایسے شوق (بے ضرر ہونے کے باوجود) تعلیمی انہماک اور ذہنی یکسوئی پر کتنے اثر انداز ہوتے ہیں

مولانا سید طلحہ صاحب سے علمی فائدہ

اس زمانہ میں خاص طور پر رئے بریلی کے قیام میں عم محترم مولانا سید طلحہ صاحب سے پڑھنے کی نوبت آئی ' وہ صرف و نحو کے استاد ہی نہیں امام تھے ' اور خاص طور پر اس کی مشق کرانے میں ان کو ید طولی حاصل تھا ' صحیح عبارت پڑھنے اور صرف و نحو کے ضروری مسائل کے جز و دماغ بن جانے میں ان کا بڑا دخل ہے ' وہ ادبی نحوی صرفی غلطی ' عبارت کا غلط پڑھنا معاف نہیں کرتے تھے ' اور کئی کئی دن تک اس پر طنز فرماتے ' اور چٹکیاں لیتے رہتے جس کی وجہ سے بڑا چوکنا اور ہوشیار رہنا پڑتا تھا ' عربی زبان و صرف و نحو کے علاوہ ان سے اور بہت سے علمی فوائد حاصل ہوئے ' اور ذہنی تربیت ہوئی ' تاریخی شعور پیدا ہوا ' اور اس متنوع ثقافت میں سے کچھ حصہ ملا جس میں ان کو اپنے باکمال معاصرین میں بھی امتیاز حاصل تھا' میں "پرانے چراغ" حصہ اول میں تفصیل کے ساتھ ان پر لکھ چکا ہوں
یہ وہ زمانہ تھا کہ کسی قسم کا دینی ذوق ' اور کسی بزرگی کی صحبت حاصل نہ تھی ' نہ زبان و ادب یا کھیل کے سوا کسی چیز سے ذوق یا دل چسپی تھی ' نہ شہر میں کوئی دینی دعوت یا تحریک تھی ' جس سے کچھ اصلاح و تربیت ' اور دینی مشغولیت ہوتی ' کبھی شہر میں مولانا محمد علی ' کبھی مولانا آزاد کی آمد کے سلسلہ میں سیاسی اور قومی جلسے ہوتے اسی زمانہ میں ان دونوں حضرات اور مولانا ظفر علی خان کو دیکھنے اور سننے کا موقعہ ملا

لکھنؤ یونیورسٹی میں داخلہ

سنہ 1927 ء کے اگست کے مہینہ کی ابتدائی تاریخیں تھیں ' میں رائے بریلی آیا ہوا تھا وہاں عم محترم مولانا سید طلحہ صاحب سے (عرب صاحب کی ہدایت

اور نصاب کے مطابق) تعلیم کا سلسلہ جاری کئے ہوئے تھا ' دن کے گیارہ بارہ بجے ہوں گے کہ اچانک بھائی صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے اور والدہ صاحبہ اور پھوپھا صاحب سے کہا کہ علی کو لکھنؤ لے جانا ہے ' یہ لکھنؤ یونیورسٹی کے درجہ فاضل ادب میں داخل ہوں گے ' میری عمر اس وقت چودہ سال کی رہی ہو گی میں تو کالمیت فی ید الغسال تھا شفیق بھائی اور مشفق استاد خلیل عرب صاحب جو فیصلہ کرتے اس میں چون و چرا کی گنجائش نہ تھی ' لیکن یہ فیصلہ بھائی صاحب کے مذاق کے خلاف تھا (کہ وہ یونیورسٹیوں کے مشرقی امتحانات دینے کے طبعاً" خلاف تھے) اور غالباً" انہوں نے عرب صاحب کے رجحان اور اصرار پر کیا جو لکھنؤ یونیورسٹی میں M-A B-A کے کلاسز کو عربی پڑھاتے تھے ' اور یونیورسٹی کے عربی امتحانات کے (جن کے ذریعہ انگریزی امتحانات و ملازمتوں کی راہ ہموار ہوتی ہے) افادیت کے قائل تھے ' بہر حال میں اگلے دن بھائی صاحب کے ساتھ لکھنؤ گیا ۔ بھائی صاحب نے میری نئی شیروانی بنوائی اور میں آٹھ اگست سنہ 1927ء یا کسی قریبی تاریخ کو داخلہ کے امتحان کے لئے یونیورسٹی پہنچا ' بھائی ابوبکر بھی امیدواروں میں تھے ' مجھے یاد ہے کہ ان سب امیدواروں میں جو باہر کھڑے تھے 'میں سب سے کم سن اور تعلیمی لحاظ سے سب سے فروتر تھا ' عام طور پر یہ امید وار مدارس عربیہ کے فاضل اور باریش نوجوان تھے ' یونیورسٹی کے ایک طرار طالب علم نے تو مجھے دیکھ کر یہاں تک فقرہ چست کیا کہ صاحبزادہ تمہاری والدہ نے تم کو کیسے یہاں آنے کی اجازت دی امتحان کے بورڈ میں شمس العلماء مولانا حفیظ اللہ صاحب مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء ڈاکٹر زبری صدیقی صدر شعبہ عربی ' اور مولوی علی اصغر صاحب استاد شعبہ بیٹھے تھے ' میرے سامنے

Scanned with CamScanner

رسائل ابی بکر الخوارزمی "رکھی گئی اور میں نے بڑی آسانی کے ساتھ عبارت پڑھی معنی بیان کیئے اور سوالات کے جوابات دیئے اور میرا داخلہ ہو گیا لیکن اس داخلہ کے اور درجہ میں حاضری کے باوجود ' زیر درس کتابوں کا سبق عرب صاحب کے یہاں جاری تھا 'اور اصلا" وہی مفید ' استعداد آفریں اور دل چسپ تھا ' اس میں چند دوسرے ہم درجہ طلباء بھی شریک ہوتے تھے فاضل ادب کا نصاب برا نہ تھا 'کتابوں کے انتخاب اور ترتیب میں بنیادی مشورہ شیخ خلیل عرب صاحب کا تھا ' جو پورے شعبہ عربی پر چھائے ہوئے تھے ' غیر مسلم اسٹاف تک ان کا احترام کرتا تھا 'اور صدر شعبہ بھی ان سے استفادہ کرتے ' اس درجہ کی تفصیل کی ضرورت نہیں ' کئی کتابیں میری پڑھی ہوئی تھیں ' مشکل صرف دو چیزیں تھیں ' ایک فن عروض جس کی کتاب " محیط الدائرہ" داخل تھی اس فن سے نہ اس وقت مناسبت تھی نہ اب ہے ' دوسرے دقیق نحوی مسائل اور اصطلاحات اور ان کی موشگافیاں

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا ویائتیک بالاخبار من لم تزود

ویائتیک بالاخبار من لم تبع له بتاتا" و لم تضرب له وقت موعد

اسی سال دسمبر سنہ 1929ء کو یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد (Convocation) میں گورنر یو پی سر مالکم ہیلی نے سندیں تقسیم کیں ' اور میں نے بھی اپنے ساتھیوں سید ابوبکر وغیرہ کے ساتھ سند لی ' اور یہ ستم ظریفی میری زندگی میں پیش آکر رہی کہ عربی ادب اور زبان کی سند ایک انگریز حاکم ' اور دشمن اسلام قوم کے فرد

سے لی جائے، لیکن ہر چیز معیوب نہیں سمجھی جاتی تھی، اور اقبال کا یہ شعر بھی شاید کان میں نہیں پڑا تھا

مرا از شکستن چناں عار ناید
کہ از دیگراں خواستن مومیائی

فاضل حدیث کا امتحان تو میں نے بغیر مطالعہ اور محنت کے دے دیا اور کامیاب ہوا لیکن اس وقت اتنا احساس پیدا ہو گیا تھا کہ اس کی سند نصف صدی گزر جانے کے بعد بھی آج تک نہیں لی

ایک محرومی

اس وقت اسلاف کی زندہ یادگار، اور ایک عالم ربانی ہمارے خاندان میں موجود تھے، جن کا اسم گرامی مولانا سید محمد امین نصیر آبادی ہے۔ وہ ہماری نصیر آباد کی جدی شاخ میں تھے، بیعت تو شاید بچپن میں شیخ وقت حضرت مولانا سید خواجہ احمد صاحب نصیر آبادی سے کی تھی مگر سلوک کی تعلیم ہمارے نانا حضرت مولانا شاہ اسید ضیاء النبی صاحب سے حاصل کی تھی میری کل جمع پونجی نحو کے عملی مسائل، فہم اور مشق تھی، اپریل سنہ 1928ء کی ابتدائی تاریخوں میں سالانہ امتحان ہوا، میرے پرچے سب بہت اچھے ہوئے، خاص طور پر انشاء اور مضمون نگاری کا پرچہ، میرا عربی اردو خط بھی اچھا تھا، لیکن جب نتیجہ نکلا تو سب کو یہ سن کر حیرت ہوئی کہ میں ناکام رہا، معلوم ہوا کہ حماسہ کے پرچہ میں جو مولانا فضل حق صاحب رامپوری (پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور) کے پاس تھا اور جس میں کئی ایسے نحوی سوالات تھے جو میری دسترس سے باہر تھے فیل ہوا ہوں شعبہ کے واقفین نے بتایا کہ اگر میں اس پرچہ میں صرف

Scanned with CamScanner

پاس ہو جاتا تو بھی درجہ فرسٹ آتا ' اس ناکامی کا صدمہ مجھے ' بھائی صاحب ' عرب صاحب اور خاص طور پر والدہ صاحبہ کو ہوا لیکن شاید اس میں بھی حکمت الٰہی تھی کہ مجھے ناکامی کا تجربہ کرنے اور اس کو برداشت کرنے کا موقعہ ملا ' اور دوبارہ محنت و جانفشانی کے لئے مجبور ہوا

اگلے سال اپریل سنہ 1929 ء میں جو امتحان ہوا تو اس کی پوری تلافی ہو گئی ' اور میں اپنے درجہ میں فرسٹ ڈویژن فرسٹ آیا ' میں وظیفہ کا بھی مستحق ہوا اور گولڈ مڈل کا بھی ' وظیفہ جس کے لئے اسی شعبہ کے کسی اور درجہ میں داخلہ کی شرط تھی ' اور میں اسی مصلحت سے فاضل حدیث میں داخل ہو گیا ' مجھے سال بھر ملا پڑھنے والوں کو یہ معلوم کرکے حیرت ہو گی کہ یہ آٹھ روپے ماہوار کا اعزازی وظیفہ تھا گولڈ مڈل میری قسمت میں نہ تھا کہ اس سال اتفاقا" کسی تعلقہ دار نے اس کے لئے یونیورسٹی میں رقم نہیں جمع کرائی ' مجھے اس کے پانے کی حسرت ہی رہ گئی غالبا" اس کی قیمت سو روپے سے زائد نہ ہوتی ہو گی ' اس وقت اگر کوئی پیشن گوئی کرتا کہ تمہیں اس کے بجائے کسی زمانہ میں سب سے بڑی قابل احترام حکومت (سعودی عرب) کی طرف سے فیصل ایوارڈ کی شکل میں وہ بیش قیمت طلائی تمغہ ملے گا جس کی قیمت سے یونیورسٹی کے اس تمغہ کو کوئی نسبت نہیں تو کوئی باور نہ کرتا لیکن یفعل اللہ ما یشاء و یحکم مایرید" اپنے عہد کے ممتاز ترین حامی سنت ' اور ماحی بدعت تھے ' اور من رئای منکم منکرا" فلیغیرہ بیدہ فمن لم یستطع فبلسانہ ومن لم یستطع فبقلبہ و ذلک ائصنعف الایمان" کے حکم کی تعمیل میں وہ اس کے پہلے جزء تغیر بالید ہی پر عمل کرنے کی

کوشش کرتے تھے ' دونوں بعد کے درجوں کی نوبت کم ہی آتی ہوگی ' ضلع رائے بریلی ' سلطان پور ' پرتاب گڑھ ' اعظم گڑھ میں ان کی ذات سے بڑی اصلاح ہوئی ' ہزاروں آدمی شعائر اسلام کے پابند ' سنتوں پر کاربند ' اور بدعات سے تائب و مجتنب ہوئے ' اللہ تعالیٰ نے بڑی وجاہت اور قبولیت عطا فرمائی تھی ' اور انہوں نے حلقہ ارادت میں ایک چھوٹی سی شرعی حکومت قائم کی تھی جس میں شریعت ہی کا قانون چلتا تھا

حیرت کی بات یہ ہے کہ مولانا کی وفات جمادی الاخرۃ سنہ 1349ھ سنہ 1931ء میں ہوئی جب میں سن شعور کو پہنچ چکا تھا اور عربی تعلیم ہو رہی تھی ' نصیر آباد رائے بریلی سے صرف دس کوس کی مسافت پر واقع ہے ' او رقدیم وطن اور اعزہ کا مسکن ' مگر معلوم نہیں کیوں بزرگوں کو یہ خیال نہیں ہوا کہ مجھے ان کی خدمت میں بھیجیں اور میں ان کی دعائیں لوں یقین ہے کہ اگر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ' تو بڑی شفقت فرماتے اس لئے کہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے علاوہ قرابت اور ہم جدی کے مداح تھے ' اس کو یاد کرتا ہوں ' تو اپنی اس محرومی پر افسوس کرتا ہوں

Scanned with CamScanner

انتقال پر ملال

صوبہ سرحد کے نامور عالم دین حضرت شیخ الحدیث مولانا سید محمد ایوب جان بنوری صاحب رحمتہ اللہ علیہ فاضل دیوبند اٹھارہ ربیع الثانی سنہ 1419 ھ بمطابق بارہ اگست 1998ء بروز بدھ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے واصل حق ہوئے

انا للہ و انا الیہ راجعون

موصوف اکابر دیوبند کے ترجمان اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے ممتاز تلامذہ میں شمار ہوتے تھے حق گو اور بےباک عالم دین تھے علمی میدان میں آپ کی خدمات و مساعی مدتوں یاد رکھی جائے گی۔

سرحد کی عظیم درس گاہ دارالعلوم سرحد پشاور آپ کی خدمات کی جیتی جاگتی تصویر ہے آپ کی نصف صدی کی خدمات کو دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ پر اپنے شیخ اور استاد کا رنگ غالب رہا۔ چنانچہ سیاست میں حضرت مدنی کے ادائے حق کے لئے جمعیت علماء اسلام کا پلیٹ فارم خدمت دین کے لئے موزون سمجھا

موصوف کی رحلت علمی حلقہ کیلئے یقیناً" ناقابل تلافی نقصان ہے اللہ تعالی انہیں درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ خدا کرے کہ آپ کے خلفاء اور تلامذہ آپ کے مشن کو جاری رکھیں اور موصوف کی طرح ہر محاذ پر انہیں بھی دین متین کی خدمت کی توفیق نصیب ہو۔ آمین

Scanned with CamScanner

دارالافتاء

مضاربت میں نقصان کی ذمہ داری

مفتی غلام الرحمٰن

عمران نے شاکر اور شفیق کو سات لاکھ روپے دیکر یہ معاہدہ کیا کہ تم دونوں یہ رقم لیکر گاڑیوں کا کاروبار کرو۔ جو منافع ہو اس میں آدھ حصہ میرا ہو گا اور آدھ حصہ تم دونوں کا مشترک رہے گا اس نقصان میں بھی دونوں پارٹیاں شریک رہینگی

ابھی تک کئے ہوئے کاروبار میں تین گاڑیوں کی خریداری میں فائدہ ہوا ہے جبکہ ایک گاڑی میں نقصان آیا جو تین لاکھ سے متجاوز ہے کیا شرعی نقطہ نظر سے شاکر اور شفیق سے حسب وعدہ عمران آدھے نقصان کا مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں

عمران اللہ شاہی بالا پشاور

الجواب وبا اللہ التوفیق

عمران کی طرف سے رقم اور شاکر و شفیق کی طرف سے محنت اور کاروبار ہونے کا معاملہ عقد مضاربت ہے۔ مضاربت میں دونوں پارٹیاں منافع میں حسب معاہدہ شریک رہتی ہیں لیکن نقصان کی صورت میں مالی بوجھ رب المال یعنی رقم والے کو برداشت کرنا پڑتا ہے کیونکہ نقصان کی صورت میں عامل کی محنت ضائع ہو جاتی ہے اس کا ثمرہ اس کے ہاتھ نہیں آتا اس لئے محنت کے بوجھ کے علاوہ مالی بوجھ عامل کے لئے ناقابل تحمل ہے اسی صورت میں اگر عامل مالی بوجھ اٹھانے کا وعدہ بھی کرے پھر بھی اس کو اعتبار نہیں دیا جاتا جیسا کہ ابن عابدین فرماتے ہیں

رجل دفع لاخرا متعته وقال بعها واشترها ومار بحت فبينا نصفين فخسر فلاخسران على العامل واذا طالبه صاحب ۔ الامتعته بذلك فتعالوا على ان يعطيه العامل اياه لايلزمه ولوكفله انسان ببدل الصلح لا يصبح

(ج 4 / 484)

ترجمہ :۔ کسی شخص نے دوسرے کو کچھ سامان دیا کہ اس کو فروخت کرو ۔ اور رقم پر خریداری کریں جو کچھ تم نے کمایا وہ ہمارے درمیان آدھ آدھ رہے گا ۔ بس اس شخص نے نقصان کیا تو عامل پر نقصان نہیں اور جب سامان والے نے عامل سے نقصان میں حصہ کا مطالبہ کیا اور اس نے مان لیا کہ میں اتنا نقصان تمہیں دوں گا تو اس پر یہ ادائیگی لازم نہیں اور اگر کسی شخص نے اس کی ذمہ داری قبول کی تو وہ بھی لازم نہیں

گھاس اور بوسہ میں عشر

سوال : بسا اوقات گندم سے بوسہ کی قیمت زیادہ ہوتی ہے کیا ایسی صورت میں بوسہ سے عشر یا نصف عشر ادا کیا جائے گا یا نہیں اور اگر ایک شخص زمین میں چارپائیوں کے لئے چارہ بوئے کیا اس میں عشر ہے یا نہیں

الجواب وباللہ التوفیق

اس میں کوئی شک نہیں کہ گندم یا مکئی کی زراعت سے مقصود غلہ کی پیداوار ہے بھوسہ وغیرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی گندم کاشت نہیں کرتا لہٰذا عشر یا نصف عشر کا

وجوب غلہ تک محدود رہے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ بسا اوقات بھوسہ کی قیمت ضرورت کی وجہ سے غلہ کی قیمت سے بڑھ جاتی ہے لیکن مقصود بالزرع نہ ہونے کی وجہ سے عشر کے وجوب سے یہ مستثنیٰ رہے گا البتہ اگر کہیں معاشرتی حالات سے غلہ سے بھوسہ کی ضرورت زیادہ محسوس ہوئی یہاں تک کہ لوگ زمین میں بھوسہ کی نیت سے گندم کاشت کرتے ہوں اور دانہ تیار ہونے سے قبل یہی گندم کاٹ کر حیوانات کو کھلایا جاتا ہو تو پھر اس صورت میں عشر/نصف عشر بھوسہ میں واجب رہے گا جیسا کہ بعض علاقوں میں مکئی کی کاشت صرف حیوانات کی ضرورت کے پیش نظر کی جاتی ہے اور دانے کے ظہور سے قبل ہی حیوانات پر بطور چارہ کھلایا جاتا ہے اس لئے اس میں عشر پر نصف عشر واجب رہے گا جیسا کہ ابن ھمام اس کے بارے میں رقم طراز ہیں

فالم یجب فی التبن لانه غیر مقصوده بزراعته الحب غیر انه لوفصله قبل انعقاد الحب وجب العشر فیه لانه صار هو المقصود (ج 2 / 190)

ترجمہ :۔ بے شک بھوسہ میں عشر اس لئے واجب نہیں ہوتا کہ یہ دانے بونے سے مقصود نہیں ہوتا تاہم اگر کہیں دانے سے قبل کاٹ لیا جائے۔ تو پھر عشر نصف عشر واجب رہے گا کیونکہ ابھی زراعت کا مقصد ہی بھوسہ ہے

سوال : بعض علاقوں میں کسان مزارعت میں بیج کا بوجھ اس وقت برداشت کرتا ہے جب اس کی قیمت کم ہو اگر کہیں بیج مہنگی لینی پڑے تو اسی صورت میں کسان کچھ بوجھ مالک زمین پر ڈال دیتا ہے ایسا ہی کھاد کا آدھ خرچہ مالک زمین کو برداشت کرنا

پڑتا ہے کیا مالک زمین پر تخم اور کھاد کا خرچہ ڈالنا جائز ہے یا نہیں

مالک زمین جہاں کہیں تخم کی جملہ ذمہ داری قبول کر سکتا ہے توجزوی اخراجات کے تحمل میں کوئی خرج نہیں گویا مالک زمین اور مزارع کا آپس میں کسی ایک کا تخم کا بوجھ کلی یا جزوی طور پر برداشت کرنے میں کوئی حرج نہیں ایسا ہی کھاد کی قیمت زمیندار کی طرح مالک زمین کے لئے اٹھانے میں کوئی حرج نہیں تاہم ایسے اضافی اخراجات حسب حصص تقسیم ہوں گے علی بن ابی بکر المرغینانی فرماتے ہیں

ان کانت الارض والبذر لواحد والبقرو العمل لواحد جازت المزارعت۔۔۔۔۔۔۔ وان کانت الارض لواحد والعمل والبقر والبذر لواحد جازت (ھدایہ ج ۲/۱۹۰)

ترجمہ :۔ اگر زمین تخم اور بیل ایک جانب سے ہو عمل دوسری طرف سے ہو تو یہ مزارعت جائز ہے اور اگر زمین ایک کا ہو کام ، بیل اور تخم دوسرے کا ہو تو مزارعت جائز ہوتی ہے

ایسا ہی فتاوی ھندئیہ میں ہے

وکل ماکان من باب النفقتہ علی الزرع من السرقین۔۔۔۔۔ فعلیھما علی قدر حقھما (ج 5 / 237)

فصل پر جو اضافی اخراجات ہوں ۔ مثلاً" کھاد کا ۔۔۔۔۔۔۔ تو یہ دونوں پر حسب حصص ہوں گے

سوال :۔ زید کی کچھ رقم ٹرک یا بس میں بند ہے یہ گاڑیاں مزدوری کرکے کرایہ کی رقم اس کو ملتی ہے اس کے ساتھ ساتھ زید گاڑیوں کا کاروبار بھی کرتا ہے کچھ گاڑیاں خریدتا ہے اور فروخت کرتا ہے کیا آمدنی کی جن گاڑیوں میں اس کی رقم بند ہے اس پر زکوۃ واجب ہو گی یا نہیں

عمران اللہ شاہی بالا پشاور

الجواب وباللہ التوفیق)

جو گاڑیاں محنت و مزدوری میں مصروف ہوں تو ان کی قیمت میں زکوۃ واجب نہیں البتہ اس کی سالانہ آمدنی جو زکوۃ کی ادائیگی کے وقت موجود ہو دوسری آمدنی کی طرح ضم کی جائیگی اور اس کے علاوہ جہاں گاڑیوں کا کاروبار ہو یعنی گاڑیوں کی تجارت ہو تو یہ گاڑیاں اموال تجارت میں شمار ہو کر ان کی قیمت میں زکوے واجب رہے گی

خلاصۃ الفتاوی میں ہے

وکذالجواب فی ابل المکارین وحمر المکارین

(ج 1 صفحہ 24)

ترجمہ :۔ اور ایسا ہی کرایہ والوں کے اونٹ اور گدھوں کی قیمت میں زکوۃ واجب نہیں

ڈاکٹر حبیب الرحمان

مدرس دارالعلوم سرحد پشاور

آسمان علم و فضل کا روشن ستارہ

میرے والد ماجد استاد العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالطیف کا وہ ہنس مکھ نورانی چہرہ اور میٹھی میٹھی رس بھری باتیں جو کانوں میں شیرینی گھول دیتی تھیں اور دل و دماغ کو تازگی و فرحت بخشتی تھیں جب یاد آتی ہیں تو ان کو مرحوم لکھنے سے دکھ ہوتا ہے لیکن جب سب نے اسی راستے پر چلنا ہے تو پھر اس شعر میں کوئی جدت اور ندرت باقی نہیں رہ جاتی کہ

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید

ز جام دھر مئے "کل من علیھا فان"

کچھ لوگ اس فانی دنیا سے کوچ کرتے ہیں تو ایک آنکھ بھی ان پر رونے والی نہیں ہوتی کچھ لوگ رخصت ہوتے ہیں تو احباب و اقرباء کا ایک محدود حلقہ ان پر آنسو بہا لیتا ہے لیکن کچھ آفتاب غروب ہوتے ہیں تو ادھر سے ادھر تک فضا میں اندوہ و ملال کا غبار بکھرتا چلا جاتا ہے اور کوئی نہیں گن سکتا کہ کتنی آنکھیں اشکوں سے نہا گئیں ان کی موت پر روحیں تڑپ اٹھتی ہیں اور ملت کی پوری عمارت متزلزل ہو جاتی ہے

وما کان قیس هلکه هلک واحد

ولکنه بنیان قوم تهدما

جناب مفتی صاحب اندرون ڈبگری گیٹ پشاور شہر میں تقریباً" سنہ 1913 ء کو منصہ شہود پر جلوہ افروز ہوئے جناب مفتی صاحب کے والد گرامی الحاج گل امیر صاحب پشاور کے قریب ایک گاوں شاہی بالا سے نقل مکانی کرکے پشاور کے علاقہ ڈبگری میں آباد ہوئے تھے ۔ جناب مفتی صاحب کی پیدائش بھی یہیں اسی علاقہ میں ہوئی ان کے والد گرامی نے تحصیل علم کے لئے اسے مدرسہ رفیع الاسلام میں داخل کرا دیا۔ اس وقت اس کی عمر صرف پانچ سال تھی مفتی صاحب کے تین بھائی بھی اسی مدرسہ میں پڑھتے تھے جن میں سے دو بھائی عنفوان شباب میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اور ایک بھائی مولانا محمد شریف (مرحوم) بعد میں دارلعلوم دیوبند تشریف لے گئے فراغت کے بعد پشاور شہر کے ہائی سکول نمبر تین میں عربک ٹیچر مقرر ہوئے اور جامع مسجد خیبر بازار کے خطیب بھی تھے مدرسہ رفیع الاسلام بھانہ ماڑی میں تھا اور تمام صوبہ سرحد و متحدہ ہندوستان کے معروف مدرسوں میں سے ایک تھا مدرسہ رفیع الاسلام کے بانی و مہتمم حاجی فضل صمدانی (مرحوم) تھے جن کے فرزند سید محمد فاروق شاہ بنوری ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر اوقاف صوبہ سرحد ہیں ۔ اور جن کی کتب خانہ کی نادر و نایاب کتب پشاور یونیورسٹی کی مین لائبریری کی زینت ہیں

جناب مفتی صاحب نے مختلف فنون کی کتابیں حضرت مولانا محمد ایوب شاہ صاحب ضلع اٹک سے پڑھیں جو اس وقت مدرسہ رفیع الاسلام کے صدر مدرس تھے مولانا مفتی عبدالطیف صاحب نے مختلف فنون کی کتابیں پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور سنہ 1357 ء میں دورہ حدیث شریف پڑھا

اساتذہ کرام :- مفتی صاحب کے اساتذہ کرام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ۔ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب ۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی ۔ مولانا شبیر احمد عثمانی مولانا سید اصغر حسین صاحب (شیخ ابی داؤد) مولانا عبدالحق نافع گل صاحب مولانا شمس الحق افغانی مولانا محمد ادریس صاحب کے نام قابل ذکر ہیں

تدریس

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مفتی صاحب مدرسہ رفیع الاسلام بھانہ ماڑی پشاور شہر میں مدرس مقرر ہوئے اور سنہ 1939 ء سے سنہ 1950 ء تک طلبہ کو مختلف کتابیں پڑھاتے رہے ۔ پھر جب سنہ 1951ء میں حضرت مولانا سید محمد ایوب جان صاحب بنوری کے زیر اہتمام دارلعلوم سرحد کا اجراء ہوا تو مفتی صاحب کی خدمات مستعار لی گئیں اور دارالعلوم سرحد پشاور میں مختلف علوم و فنون اور حدیث شریف کی اور کتابوں کے علاوہ ہر سال ترمذی شریف پڑھاتے رہے

افتاء

مفتی صاحب علم حدیث کے علاوہ علم فقہ اور علم الفرائض میں بھی اچھی مہارت رکھتے تھے اس لئے شروع سے آپ مفتی کے منصب پر فائز کیے گئے تمام مسائل میں بالعموم اور میراث کے پیچیدہ مسائل میں بالخصوص لوگ مفتی صاحب کی طرف رجوع کرتے تھے ۔

مفتی صاحب کے دور میں سات ضخیم جلدیں جو تقریباً" پانچ ہزار فتاوٗں پر مشتمل ہیں آپ کے قلم سے جاری ہو چکے ہیں جو ایک نہایت ہی عظیم علمی کارنامہ ہے

خطابت

مفتی صاحب کو پروردگار ایزدی نے لحن داؤدی عطاء فرمایا تھا وہ ایک بلند پایہ خطیب اور مقرر تھے جمعۃ المبارک کا خطبہ سننے کے لئے لوگ دور دراز سے آیا کرتے تھے اللہ تعالی نے ان کو تفہیم کا ملکہ عطاء فرمایا تھا۔ وہ اندرون ڈبگری گیٹ پشاور شہر کی ایک جامع مسجد کے خطیب تھے اور سنہ 1941ء سے یہ فرائض انجام دے رہے تھے

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں

انجمن تبلیغ قرآن و سنت پشاور کے بانی اور صوبہ سرحد کے ایک جید عالم دین مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب پوپلزئی سالہا سال تک جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب عشاء کی نماز کے بعد پشاور شہر کے مختلف مساجد میں ہفتہ وار درس قرآن و حدیث کا اہتمام کیا کرتے تھے جس میں مفتی صاحب کے ذمے درس حدیث ہوا کرتا تھا مفتی صاحب کے درس حدیث سے لوگ بہت محظوظ ہوا کرتے تھے مفتی صاحب ہر طبقہ میں بے حد مقبول اور ہر دل عزیز تھے

ایں سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالی نے آپ کو بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ ایک ہی وقت میں ایک کامیاب مدرس مفتی مبلغ اور ایک بہترین مقرر تھے

ولیس علی اللہ بمستنبکر

ان یجمع العالم فی واحد

آپ نے پچاسی سال کی عمر میں آٹھ اور نو جولائی سنہ 1998ء کی درمیانی شب مطابق چودہ ربیع الاول سنہ 1419ھ کو عشاء کی نماز کے وقت وفات پائی ایک خلق کثیر نے جن میں علماء کرام اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ شامل ہے آپ سے اکتساب کیا آپ سے خصوصی تعلق رکھنے والے بہت سے حضرات اور شاگرد پوری دنیا میں موجود رہیں اور علم کی شمع روشن کر رہے ہیں

دارالعلوم سرحد میں مفتی صاحب کا اپنا ایک علمی اور روحانی مقام تھا سب اساتذہ کرام ان کی عزت و احترام کرتے تھے

حضرت مفتی صاحب سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے ترمذی شریف کا درس اس وقت تک نہ دیتے جب تک آپ خوشبو نہ لگاتے

وہ ایک عالم بے بدل ، مجسمہ سنت، عظیم اور مشفق استاد اور بے مثل خطیب کی حیثیت سے صوبہ بھر میں بالعموم اور ضلع پشاور میں بالخصوص انتہائی معروف تھے وہ شہرت سے گھبرانے والے شخص تھے ان کا شب و روز ان کا اوڑھنا بچھونا درس و تدریس تھا۔ دور جدید کے مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھنا اور اس کے حل پیش کرنا ان کا سب سے بڑا وصف تھا ٹخنوں سے اوپر شلوار کی سنت سے محبت کا یہ عالم تھا کہ شلوار سلواتے ہی اتنی تھے کہ وہ ٹخنوں سے اوپر ہی اوپر رہتی

دارلعلوم سرحد کے صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے ایک لمبے عرصے تک اپنی خدمات جاری رکھیں آخر دم تک اسی دارلعلوم سے وابستہ رہے مختلف اداروں سے زیادہ مشاہرے کی پیش کشیں ہوتی رہیں لیکن انہوں نے خواہشات انسانی کو صرف ضروریات انسانی کے درجے میں ہی رکھا۔

Scanned with CamScanner

اس لئے اس حوالے سے ہر آنے والے پیش کش کو ٹھکراتے رہے اپنے آخری ایام زندگی میں بھی اسی علاقے میں چار مرلے کے ایک کچے مکان میں قیام پذیر رہے جہاں انہوں نے اپنے بچپن کے ایام زندگی گزارے تھے

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم
اذا اجمعتنا یاجریر المجامع

مفتی صاحب شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے بیعت تھے مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ دارالعلوم دیوبند میں سال کے آخر میں ہم صرف تین قاری رہ گئے جو بخاری شریف اور ترمذی شریف کی عبارت پڑھتے تھے میرے علاوہ ایک بنگالی عالم اور تیسرے قاری کا تعلق بخارا سے تھا

جناب مفتی صاحب نے سنہ 1357 ھ میں دارلعلوم دیوبند کے دورہ حدیث شریف میں پوزیشن حاصل کی تو خصوصی انعام میں کتاب منہاج العابدین للامام الغزالی' ہدایتہ الھدایتہ للامام الغزالی اور علم عروض میں شیخ محمد بن علی الصبان کی ایک کتاب شرح الشیخ علی منظومتہ متری فی علم العروض دی گئیں

صدر پاکستان محمد ایوب خان کے دور میں اکیڈمی علوم اسلامیہ کوئٹہ سنہ 1962 ء میں ایک ریفرشر کورس کا اہتمام کیا گیا تھا اس کے پہلے بیچ میں پشاور سے والد محترم کا انتخاب کیا گیا

جناب مفتی صاحب ہم سے رخصت ہوئے لوگ آج اس ہستی سے محروم ہو گئے جنہوں نے نصف صدی سے زیادہ قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند کیں لیکن مقدرات الہیہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ایمان کا تقاضا ہے بقیہ صفحہ ۴۶

منصب انسانیت اور وحی کا مقام

مولانا سید ہدایت اللہ شاہ راہی

تمام کائنات میں اللہ تعالی کو اولاد آدم بہت پسند ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کو تمام مخلوقات پر فوقیت دی اور ان کو ایسی خصوصیات سے نوازا جو دوسری مخلوقات میں ناپید ہیں مثلاً" حسن صورت ' اعتدال جسم ' اعتدال مزاج' اعتدال قدوقامت عقلی شعور اور تقریر و تحریر کے ذریعے اظہار ما فی الضمیر اور ان کے دماغ کو علم کے خزانے سے مالا مال کر دیا ارشاد ربانی ہے ولقد کرمنا بنی آدم و حملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیبات و فضلناھم علی کثیر ممن خلقنا تفصیلا (بنی اسرائیل)۔

ترجمہ۔ (اور ہم نے عزت دی اولاد آدم کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دیکر)

اور پھر نری فضیلت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انکو روئے زمین پر اپنا خلیفہ منتخب کیا اور فرشتوں سے بڑھ کر علم دیا اور ملکوت میں ان کی عظمت ثابت فرمائی

ارشاد باری تعالی ہے انی جاعل فی الارض خلیفتہ ترجمہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب" اس آیت سے معلوم ہوا کہ کائنات میں انسان کا منصب ہے خلیفہ اللہ فی الارض اور کائنات کے ساتھ اس کا تعلق کیا ہے

ارشاد ہے الم تر ان اللہ سخر لکم ما فی الارض والفلک فی البحر تجری بامرہ ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ (الحج) ترجمہ۔ تو نے دیکھا کہ اللہ نے بس میں کر دیا تمہارے لئے جو کچھ

زمین میں ہے اور کشتی کو جو چلتی ہے دریا میں اس کے حکم سے اور تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اس کے حکم سے اس آیت سے کائنات کے ساتھ اس کا تعلق معلوم ہوا۔ کہ وہ اللہ کی مرضی کے مطابق کائنات سے فائدہ اٹھائے اور خالق کائنات کی خوشنودی کا خاص خیال رکھے

موجودہ سائنسی دور میں ثابت ہو رہا ہے کہ تمام کائنات اس کی خادم ہیں آج وہ ایک ایک کو مسخر کرتا چلا جا رہا ہے کوئی عاقل انسان اس چیز کو بر تر تسلیم نہیں کر سکتا جس پر وہ لیبارٹری میں تجربات کر رہا ہو۔ تکمیل منصب انسانیت اور تخلیق کائنات کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالی نے مختلف ذرائع علم پیدا کئے۔ جن میں چار ذرائع اہم اور مشہور ہیں

(1) حواس خمسہ :۔ انسان چار عناصر اور تین نفوس سے مرکب ہے نفس نباتیہ۔ نفس انسانی۔ نفس حیوانی۔

نفس حیوانی کی دو قوتیں ہیں قوت مدرکہ قوت محرکہ ۔ پھر قوت مدرکہ کی مزید دو قسمیں ہیں ایک وہ جو خارج سے ادراک کرتی ہے دوسری باطن سے ہر ایک کے پانچ حواس ہیں اول الذکر حواس خمسہ ظاہرہ کہلاتے ہیں

(1) قوت لامسہ ۔ اس کا کام مادی اجسام کا سخت یا نرم سرد گرم رطب اور یابس معلوم کرنا ہے یہ حاسہ غیر مادی اجسام کا ہاتھ کے ذریعے ادراک نہیں کر سکتا

(2) وقت باصرہ۔ اس حاسے کا کام مرائی اشیاء کے وجود کو دیکھنا اور معلوم کرنا ہے

(3) قوت سامعہ ۔ اس کا کام آواز معلوم کرنا ہے

(4) قوت شامہ ۔ اس کا کام خوشبو یا بدبو معلوم کرنا ہے

...ت ذائقہ ۔ اس کا کام مٹھاس یا کڑواہٹ معلوم کرنا ہے

...قل :۔ ان خواس خمسہ کے ادراکات کا تجزیہ عقل کرتی ہے عقل کا محل دماغ ...ور دماغ پورے جسم کو کنٹرول کرتا ہے پورا جسم دماغی نظام کے تحت مربوط ہے ... خمسہ ظاہرہ خود کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے بلکہ یہ دماغ کے جواسیس ہیں جس کو ... خبر پہنچاتا ہے ۔ فیصلہ کرنا دماغ کا کام ہے اس کے بعد پانچ شعبے اور ہیں جو یہ ... کرتے ہیں کہ ہاتھ نے کیا چھوا آنکھ نے کیا دیکھا کان نے کیا سنا ناک نے کیا ...ھا اور زبان نے کیا چھکا

... انسانی کا مدرکات ۔ عقل انسانی کا پانچ محدکات ہیں ۔ جن کو حواس خمسہ باطنہ ... کہتے ہیں ان میں بعض محسوسات کے صور کا اور اک کرتے ہیں اور بعض ...سات کے معانی کا دونوں میں فرق یہ ہے کہ ایک صورت نفس ناطقہ اور حسن ...ر دونوں معا" اوراک کرتے ہیں البتہ جس پہلے ادراک کرتا ہے پھر اس کو نفس ... پر پیش کرتا ہے

...س خمسہ باطنہ یہ ہیں (ا) حسن مشترک ۔ انسانی عقل کا یہ حصہ ظاہری حواس کے ...مل کردہ اشکال و صول کر لیتا ہے اور وہ تصاویر اس حصے پر نقش ہوتی ہے

...) حس خیال ۔ حس مشترک میں جو تصاویر آتی ہیں ۔ حسن خیال ان ظاہری ...ورتوں کو محفوظ کر لیتی ہے اور ان محسوسات کی عدم موجودگی میں یہ تصاویر باقی ...تے ہیں

(3) حس واہمہ ۔ یہ مدرکات حس کے معنی و مفہوم غیر محسوس یعنی باطنی شکل و ...ورت کا ادراک کرتی ہے اور پھر اس کو محفوظ رکھنے کے لئے اگلے حس میں منتقل

کر دیتی ہے

(4) حس حافظہ ۔ یہاں محسوسات کے معنوی اور باطنی وجود کو محفوظ کیا جاتا ہے جس طرح ظاہری اشکال کو حس خیال میں محفوظ کیا جاتا ہے

(5) حس متصرفہ اس کا کام مختلف قوتوں کو جوڑنا اور تعلق پیدا کرنا ہے مثلاً حس مسترک کے ظاہری صورت کو واہمہ میں حاصل ہونے والے معنی کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں اور حس خیال میں محفوظ شکل و صورت قوت حافظہ میں محفوظ شکل و صورت قوت حافظہ میں محفوظ مفہوم کے ساتھ جوڑ دیتی ہے اس طرح یہ پانچ حواس مل کر ادراک کو علم میں تبدیل کرتے ہیں

(3) وجدان ۔ وجدان کا معنی ہے جاننا اور دریافت کرنا وجدانی قوت کے ذریعے جب روحانی قوتیں پیدا ہوتی ہیں اور سالک توحید عیانی کے مقام پر پہنچ جاتا ہے تو تمام صور موجودات میں ح تعالی کا مشاہدہ کرتا ہے اہل تصوف کے نزدیک انسان دس لطائف سے مرکب ہے پانچ کا تعلق عالم امر اور پانچ کا عالم خلق سے ان لطائف کے ذریعے انسان وہ علم حاصل کرتا ہے جو حواس اور عقل سے حاصل نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی وہ جزوی امور معلوم کر لیتے ہیں کلیات اور امور شرعیہ معلوم نہیں کر سکتے

(4) وحی ۔ عام اھل لغت کے نزدیک وحی اعلام فی خفاء ہے

امام راغب نے مفردات میں الاشارہ السریعہ لکھا ہے اشارہ طویل کلام کو مختصر طریق ادا کرنے کو کہتے ہیں جو کبھی جوارح سے ہوتا ہے کبھی زبان سے اور کبھی کتاب سے ایک آدمی اس شخص کے اشارے کو سمجھتا ہے جس سے اس کے قریبی تعلقات ہو اس طرح خدا کا نبی بھی اللہ تعالی کے کلام کو بہ یک وقت سنتا بھی ہے سمجھتا ہے اور

حفظ بھی کر لیتا ہے ۔ جہاں تک وحی لغوی کا تعلق ہے اس کا اطلاق ذی روح غیر ذوی روح ذی والعقول اور غیر ذوی العقول ۔ انس وجن نبی اور غیر نبی سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے

لیکن اصطلاحا" نبی پر جس وحی کا اطلاق ہوتا ہے ۔ وہ وحی شرعی کہلاتی ہے اس قسم کی وحی غیر نبی پر نہیں ہو سکتی ۔ وحی کے اقسام میں علماء کا اختلاف رہا ہے قرآن کریم میں تین قسموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ارشاد ہے ما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا" او من وراء حجاب اویرسل رسولا" فیوحی باذنه ما یشاء

وحی اعلیٰ ذریعہ علم ہے

علم کے یہ تمام ذرائع اللہ تعالیٰ نے اس ترتیب سے پیدا کئے ہیں کہ یہ ایک کی خاص حد اور مخصوص دائرہ کار ہے جہاں تک حواس خمسہ کام کرتے ہیں وہاں عقل کام نہیں کرتی ۔ اور عقل کے دائرے میں خواس کام نہیں کرتے

البتہ وحی ایک ایسا ذریعہ علم ہے جو ان مسائل کی نشاندہی بھی کراتا ہے جو حواس و عقل کے دائرے سے ماوراء ہیں وحی حس عقل اور استقلال منطقی کے محتاج نہیں البتہ عقل اور حس ان مسائل کے حل میں وحی کے محتاج ہیں

وحی کے ذریعے وہ علوم اللہ کی طرف سے نازل ہوئے جس میں انسان کی فلاح و بہبود اور ترقی کے وہ راز بتائے گئے ۔ جو کسی بھی ذریعے سے معلوم نہیں ہو سکتے

جد اول حضرت آدم علیہ السلام پر وحی کے ذریعے وہ علوم و فنون منکشف ہوئے جو قیامت تک آنے والے ایجادات کا سرچشمہ ہیں ۔ یہ عقل کا کرشمہ نہیں بلکہ یہ

وحی کے ذریعے پیغمبر کے قلب پر اتر کردہ قیامت تک آنے والے انسانوں کی ذہنوں
میں آہستہ آہستہ ابھر رہے ہیں حافظ شمس الدین کی کتاب الطب النبوی میں بعض
اسلاف سے منقول ہے
کہ انسان کیلئے جتنی صنعتوں کی ضرورت ہے ۔ ان سب کی ابتدا وحی کے ذریعے
ہوئی اور مختلف پیغمبروں کے ہاتھوں عمل میں آئے ۔ حضرت آدم علیہ السلام پر پہلے
جو وحی آئی اس کا بیشتر حصہ زمین کی آباد کاری اور مختلف صنعتوں کے متعلق تھا۔
بوجھ اٹھانے کے لئے پہیوں کے ذریعے چلنے والی گاڑی کی ایجاد بھی اس سلسلہ کے
ایجادات میں سے ہے آج بیل گاڑی سے ہوائی جہاز تک سب کا مدار پہیہ پر ہے
جس کا موجد بذریعہ وحی آدم علیہ السلام ہے اسی طرح نوح علیہ السلام کو سفینہ سازی
حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ سازی وغیرہ مختلف انبیا کو وحی کے ذریعے علوم و فنون
سکھائے

آج کل مغرب میں جو فحاشی قتل و غارت گری اخلاقی اور معاشرتی بیماریوں اور خود
کشی میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور سکون کے ایک لمحے کے لئے لوگ ترس
رہے ہیں مادیت اور لادینی تہذیب کے داعی اس کا حل عقل کی روشنی میں ڈھونڈ
تے ڈھونڈتے تھک ہار کر اب غیر مادی وسائل کی ضرورت کو شدت سے محسوس کر
رہے ہیں مشہور مورخ فلسفی پروفیسر ٹائن بی لکھتا ہے کہ " پوری تاریخ سے مجھے ایک
ہی سبق ملتا ہے ۔ یہاں کوئی چیز دنیا وی کامیابی سے بڑھ کر ناکام نہیں سائنس اخلاق
کے دائرے میں کوئی دخل نہیں رکھتی اپنے مسائل کو خالص مادی تدابیر سے حل
کرنے کی حالیہ مساعی بداہتہ " ناکام ہو چکی ہے اور ہمارے تمام بلند بانگ دعوے

محض مذاق بن کر رہ گئے اپنی معاشرتی بیماریوں کو خدا کے بغیر حل کرنے کے نتائج ہمارے سامنے آچکے ہیں ۔ دور حاضر کی سب سے بڑی ضرورت ایک فوق الطبیعی ایمان کا احیاء ہے"

انسان کے بنیادی مسائل اور وحی

سب سے اہم اور حل طلب بات یہ ہے کہ ہمارے بنیادی مسائل کیا ہیں

معاشی ہے یا معاشرتی صحت کا مسئلہ ہے یا بڑھتی ہوئی آبادی کا ۔ ایٹمی دوڑ کا ہے یا آلودگی کا نہیں یہ سب سطحی مسائل ہیں بنیادی نہیں ۔ ان کا تعلق مادیات سے ہے جبکہ ہمارے بنیادی مسائل مابعد الطبعیات سے ہیں جن کا مادی مسائل سے کوئی تعلق نہیں مثلاً" کائنات کی حقیقت کیا ہے انسان کا کائنات اور خالق کائنات سے کیا تعلق ہے ۔ انسان کی غرض دغایت اور کائنات میں مقام و منصب کیا ہے انسان آزاد خود مختار ہے یا خالق کائنات کی قوانین کا پابند ہے اس قسم کے لامحدود مسائل ہیں جو حل طلب ہیں اور ہمیں دعوت فکر دیتا ہے لیکن یہ مسائل کس طرح حل ہوں گے ۔ سوائے وحی کے کوئی ذریعہ علم ان کے حل سے قاصر ہیں نری عقل یہاں سوچتے سوچتے بھٹک جاتا ہے جرمنی کے فلسفی کانٹ اور علماء اسلام کے عظیم فلاسفر سید شریف نے شرح المواقف میں اور امام غزالی نے " المقصد الاسنیٰ فی سرح اسماء الحسنیٰ" میں ثابت کیا ہے کہ عقل صرف مادی عالم کے بارے میں کچھ فیصلہ کر سکتی ہے ماورائی مسائل اس کا میدان نہیں کائنات میں کسی بھی چیز کے بارے میں غور کرنا شروع کریں سوچتے سوچتے آخر کار عقل ایک نکتے پر ٹھہر جائے گا اسی نکتے سے

ماورائی مسائل کے معرفت کا آغاز ہوتا ہے یہی عقل کی انتہا اور وحی کی ابتداء ہے
البتہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح علم الطبیعیات اور محسوسات کیلئے دو
روشنیوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک داخلی روشنی جو آنکھوں میں ہے اور ایک خارجی
روشنی مثلاً" چاند سورج بجلی وغیرہ اسی طرح غیر مادی اور ما بعد الطبیعیاتی مسائل کے
لئے بھی دو روشنیوں کی ضرورت ہے ۔ ایک داخلی روشنی جو عقل ہے دوسری
خارجی روشنی جو وحی اور الہام ہے جس کا تعلق عالم بالا سے ہے
وحی سے انکار کرنے والے نری عقل وحس پر مبنی لادینی تحریکات مثلاً" (دہریت (Athism
لادینیت Seculas ism، مادیت Matarial ism) اشتراکیت Social ism اشتمالیت Commun ism
جذبہ قومیت National ism آج شکست و ریخت سے دوچار ہو کر بری
طرح ناکام ہو چکے ہیں
آج میں حسی اور عقلی تمدن کے باقیات جس بری طرح مر مر کے جی رہے ہیں اور
خودکشی اپنا حق سمجھ رہے ہیں ۔ اور ذھنی طور پر جس سکون اور جس نجات دہندہ
قانون کے تلاش میں ہیں وہ سوائے وحی اور خدائی قانون کے کچھ اور نہیں ہو سکتی

بقیہ صفحہ ۳۸ کا

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو اعلیٰ علیین میں مقام رفیع نصیب فرما کر ان کو ابدی سکون
عطا فرمائے ایں دعا از من واز جملہ جہاں مقبول باد

خیالک فی عینی و ذکرک فی فمی
ومثواک فی قلبی فاین تغیب

ارباب مدارس توجہ فرمائیں

"وفاق المدارس" کی طرف سے چند ضروری اعلانات و معروضات

"وفاق المدارس العربیہ پاکستان" کی جانب سے بعض ضروری اعلانات برائے ارباب مدارس پیش خدمت ہیں تمام اہل مدارس عمل در آمد فرما کر تعاون فرمائیں۔

فارم داخلہ : سالانہ امتحانات ۱۴۱۹ھ کے داخلہ فارم تمام مدارس کو ارسال کئے جارہے ہیں اگر نہ ملیں تو حسب ضرورت طلب فرمائیں، عندالضرورت مزید فوٹو سٹیٹ بھی کروا سکتے ہیں۔ داخلہ فارم عام فیس کے ساتھ یکم ربیع الثانی سے ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ اور دوگنی فیس کے ساتھ ۳۰ جمادی الاولیٰ تک وصول کئے جائیں گے اس کے بعد کوئی فارم قبول نہیں ہوگا۔ داخلہ فیس اور سالانہ فیس کا الگ الگ ڈرافٹ ہونا ضروری ہے۔ واضح رہے کہ رقم "کراس ڈرافٹ بنام وفاق المدارس" کے علاوہ کسی شکل میں بھی وصول نہیں کی جائے گی۔

فیسوں میں اضافہ : موجودہ گرانی اور وفاق کے روز افزوں اخراجات کی وجہ سے فیسوں میں اضافہ کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے۔

مدارس کی سالانہ فیس : مدارس ابتدائیہ = ۳۰۰ روپے، مدارس تحفیظ القرآن = ۴۰۰ روپے، مدارس تجوید القرآن = ۵۰۰ روپے، مدارس متوسطہ = ۴۰۰ روپے، مدارس ثانویہ = ۶۰۰ روپے، عالیہ = ۱۲۰۰ روپے، جامعات = ۱۸۰۰ روپے

طلبہ کی داخلہ فیس : حفظ = ۷۵ روپے، متوسطہ = ۷۵ روپے، عامہ = ۸۰ روپے، خاصہ = ۸۵ روپے، عالیہ = ۱۰۵ روپے، عالمیہ = ۱۳۵ روپے

الحاق فیس : مدارس ابتدائیہ (تحفیظ، تجوید، متوسطہ) = ۷۰۰ روپے، ثانویہ = ۱۰۰۰ روپے، عالیہ ۱۷۰۰ روپے، جامعات = ۲۲۰۰ روپے تفصیل بالا کے مطابق ادائیگی فرمائی جائے۔

متوسطہ میں انگلش و سائنس کے لازمی مضامین : آئندہ امتحانات شعبان ۱۴۱۹ھ سے درجہ متوسطہ کے لئے انگلش و سائنس کے مضامین لازمی کر دیئے گئے ہیں۔ انگلش کا پرچہ مستقل ہوگا جبکہ جنرل سائنس و ریاضی کا پرچہ مشترکہ ہوگا۔

امتحان میں عدم شرکت : وفاق کے تحت ہونے والے امتحانات میں کسی معقول وجہ کے بغیر مسلسل تین سال تک شرکت نہ کرنے والے مدرسہ / جامعہ کا الحاق ختم کر دیا جائے گا۔

تجدید الحاق : تمام مدارس و جامعات کی "تجدید الحاق" کا فیصلہ کیا گیا ہے اس سلسلہ میں تفصیلی ضوابط اور فارم آنجناب کو ارسال کیا جا رہا ہے اس کی جلد تکمیل فرماویں۔ کوئی بات وضاحت طلب ہو تو دفتر سے رابطہ فرمائیں۔

۶۔ **ڈائریکٹری مدارس :** تمام مدارس و جامعات کی ایک ڈائریکٹری عنقریب شائع کی جارہی ہے اس سلسلہ میں آپ اپنے ادارہ کا نام، پتہ، مہتمم کا نام، فون نمبر، فیکس نمبر، تاریخ الحاق، درجہ الحاق صاف اور واضح لکھ کر جلد دفتر کو روانہ فرماویں

۷۔ **صوبائی مجلس عمومی کا اجلاس :** وفاق سے ملحق صوبہ بلوچستان کے تمام مدارس و جامعات کی مجلس عمومی کا اجلاس ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ، ۲۰ ستمبر ۱۹۹۸ء بروز اتوار مدرسہ تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ میں ہوگا۔ جبکہ صوبہ سندھ کے مدارس و جامعات کا اجلاس ۲۲ ستمبر ۱۹۹۸ء بروز منگل ہوگا جس کے مقام کا تعین عنقریب کر دیا جائے گا۔

کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس

جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) مورخہ ۱۶/۱۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز جمعرات جمعہ ۷ ادیں سالانہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے زعماء، دینی وسیاسی شخصیات، علمائے کرام، مشائخ عظام خطاب فرمائیں گے۔ اسلامیان پاکستان سے اپیل ہے کہ بھرپور شرکت کر کے کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

الداعیان

(حضرت مولانا خواجہ) خان محمد، امیر مرکزیہ

(حضرت مولانا) محمد یوسف لدھیانوی، نائب امیر

دفتر استقبالیہ

جامع مسجد ومدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ)، فون : 04524-212611

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، صدر دفتر حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان، فون : 514122